

میدانِ کربلا میں صبح کا منظر (میر انیس)

04

مشکل الفاظ و تراکیب کی تفہیم

الفاظ	مفہوم
کربلا	کرب و بلا، دکھ اور غم کی وادی
زنگاری	سبز
گوہر یکتا	بے مثال جواہر
جواہر نگار	موتیوں کی طرح خوب صورت
تہو	تیتڑ کی قسم کا ایک چھوٹا سا پرندہ
طاؤس	مور
دراج	تیتڑ
کبک	چکور
مرغانِ خوش نوا	اچھی آواز والے پرندے، اچھی آواز میں چہچہانے والے پرندے
تھالے	درختوں کے گرد پانی دینے کے لیے بنائے ہوئے کم گہرائی کے گڑھے
نخل	درخت
سبد	ٹوکری، ٹوکرا
گہرے آب دار	چمک دار موتی
بالائے نخل	درخت پر
خواہاں	چاہنے والے
شبِ نم	اوس
نسیم	صبح کی تازہ ہوا
طائر	پرندہ
حق سبرہ	اس کا راز سچ ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات حق ہے، یہ عارفوں اور درویشوں کا نعرہ ہے

عموماً	علی العموم
اللہ تعالیٰ	ربّ علی
تعریف، حمد	مدح
آسمان	فلک
حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھرانہ	گلشن زہرا
لا الہ الا اللہ پڑھنا	تہلیل

(بورڈ 2006)

خلاصہ:

میدانِ کربلا میں صبح کے وقت ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ اوس سے دھلے سبزے کے سامنے آسمان کی چمک بھی ماند پڑتی دکھائی دے رہی تھی۔ پھولوں کی مہک ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ شبنم کے قطرے پھول کی پتیوں اور درخت کے پتوں پر موتیوں کی طرح جگمگا رہے تھے۔ مختلف پرندوں کی دلکش آوازیں فضا میں گونج رہی تھیں۔ سرسبز درخت پھولوں کی کثرت سے سرخ لباس میں دکھائی دے رہے تھے۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خاندان کی پیاس دیکھ کر شبنم، گلاب کے کٹوروں میں جمع ہو گئی تھی۔ وہ نباتات ہوں، پھول ہوں، کانٹے ہوں، پرندے ہوں، حتیٰ کہ چیونٹی سے ہرن اور شیر تک سب کے سب اپنے اپنے انداز میں اللہ کی پاکیزگی، رزاقی، ہیشگی، قدرت اور وحدانیت کا اعتراف کر رہے تھے۔

☆☆☆☆☆

(بورڈ 2007, 18)

ٹھنڈی ہوا میں، سبزہ صحرا کی وہ لہک
شرمائے جس سے، اطلس رنگاری فلک
وہ جھومنا درختوں کا، پھولوں کی وہ مہک
ہر برگ گل پہ، قطرہ شبنم کی وہ جھلک
ہیرے نخل تھے، گوہر یکتا نثار تھے
پتے بھی ہر شجر کے جواہر نگار تھے

بند نمبر 1:

تشریح: میر بر علی انیس اُردو کے شہرہ آفاق مرثیہ گو شاعر تھے۔ نظم ”میدانِ کربلا میں صبح کا منظر“ ان کے ایک مرثیے کا حصہ ہے جس میں دس محرم کے دن میدانِ کربلا میں صبح کے منظر کی دلکش منظر کشی کی گئی ہے۔ زیر تشریح بند میں وہ کہتے ہیں کہ صبح کے وقت ٹھنڈی ہوا میں کربلا کے میدان میں موجود سبزہ بہت بھلا دکھائی دے رہا تھا، اتنا چمک دار محسوس ہو رہا تھا کہ آسمان کی چمک بھی اس کے سامنے ماند پڑتی دکھائی دیتی تھی۔ ٹھنڈی ہوا میں درخت جھوم رہے تھے۔ پھولوں کی خوش بو ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔ پھولوں کی پتیوں پر اوس کے قطرے یوں جھلملہا رہے تھے کہ ان کے سامنے ہیرے اور بے مثال موتی بے حیثیت ہو کر رہ گئے تھے۔ درختوں کے پتے اوس کی موجودگی میں ایسے دکھائی دیتے تھے جیسے ان پر ہیرے موتی جڑ دیے گئے ہوں۔

دن کے مختلف پہروں کے انسانی مزاج پر مختلف اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ صبح کے وقت انسانی طبیعت پر بڑے خوش گوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ صبح کا وقت ایسا ہے کہ جس کے بارے میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ ”صبح کا وقت جنت کے اوقات میں سے ہے“ اللہ تعالیٰ صبح کے وقت میں اپنی نشانیوں کا ذکر کرتا ہے۔

”دن اور رات کے تبدیل ہونے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں موجود ہیں“

جوش ملیح آبادی نے اس آیت کے مفہوم کو شعر میں برتا ہے۔

ہم ایسے اہل نظر کو ثبوت حق کے لیے
اگر رسول نہ آتے تو صبح کافی تھی

صبح کا وقت ایسا وقت ہے جسے دن رات کے اوقات میں چند امتیازی خصوصیات حاصل ہیں کہ اگر ساری رات جس رہے تو صبح کے وقت چند لمحوں کے لیے ہی سہی لیکن ہوا ضرور چلتی ہے۔ پھر جتنے بھی پھول ہیں ان میں سے اکثر و بیشتر صبح کے وقت ہی کھلتے ہیں اور پھول اللہ تعالیٰ کی ایسی صنعت ہے جو نہ صرف خود خوب صورت ہے بلکہ جہاں موجود ہو اس منظر کو بھی خوب صورت بنا دیتی ہے۔

پھر چراغِ لالہ سے روشن ہوئے کوہ و دمن
مجھ کو پھر نغموں پہ اکسانے لگا مرغِ چمن
پھول ہیں صحرا میں یا پریاں قطار اندر قطار
اودے اودے نیلے نیلے پیلے پیلے پیراہن

اوس تو رات میں بھی پھولوں اور پتوں پر موجود ہوتی ہے لیکن رات کی تاریکی میں اس کی خوب صورتی ظاہر نہیں ہوتی جب صبح کی روشنی پھیلتی ہے تو پھر اوس کے قطرے فقط پانی کے قطرے نہیں رہتے بلکہ قیمتی موتی دکھائی دینے لگتے ہیں۔

برگ گل پر رکھ گئی شبنم کا موتی بادِ صبح
اور اس موتی کو چمکاتی ہے سورج کی کرن

میر انیس کا موقف یہ ہے کہ ہوا کے چلنے، پھولوں کے کھلنے اور پھول پتوں پر اوس کے قطروں نے زمین کو رشک آسمان بنا دیا تھا ان سب عوامل کی موجودگی میں صبح کا منظر بہت خوب صورت اور دل کش دکھائی دیتا تھا۔

بند نمبر 2:

وہ نور اور وہ دشت سہانا سا وہ فضا
دراز و کبک و تہو و طاؤس کی صدا
وہ جوش گل، وہ نالہ مرغان خوش نوا
سردی جگر کو بخشی تھی، صبح کی ہوا
پھولوں سے سبز سبز شجر، سرخ پوش تھے
تھالے بھی نخل کے، سید گل فروش تھے

تشریح: کربلا کے جنگل میں صبح کے وقت روشنی پھیلنا شروع ہوئی تو یہ منظر نگاہوں کو بڑا بھلا لگ رہا تھا۔ مختلف پرندے جن میں تیتڑ، چکور اور مور شامل تھے ان کی دل کش آوازیں فضا میں گونجنے لگیں۔ صبح کے وقت پھیلنے والی ٹھنڈی ہوا روح کی شادابی کا باعث بن رہی تھی۔ پھول اس کثرت سے کھلے ہوئے تھے کہ یوں لگتا تھا کہ جیسے ہرے بھرے درختوں نے سرخ لباس پہن لیا ہو اور ان درختوں کے تنوں کے آس پاس پھولوں کے ڈھیر دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے پھول بیچنے والوں نے پھولوں سے بھری ہوئی ٹوکریاں رکھ دی ہوں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ

”کائنات کی ہر شے اللہ کی تسبیح کرتی ہے“

وہ جمادات ہوں، نباتات ہوں یا حیوانات ہر کوئی ذکرِ الہی میں مصروف نظر آتا ہے۔ صوفیائے کرام ذکرِ الہی کی دو صورتیں قرار دیتے ہیں۔

(۱) ذکرِ جلی (۲) ذکرِ خفی

ذکرِ جلی یہ ہے کہ ہر سانس کے ساتھ زبان سے اللہ کا نام ادا ہو جب کہ ذکرِ خفی یہ ہے کہ دل کی ہر دھڑکن کے ساتھ اللہ کو یاد کیا جائے۔ صبح کے وقت پرندوں کا چہچہانا ذکرِ جلی کے زمرے میں آتا ہے۔

بلبل	ہے	میں	وجی	کیفیت
گل	مصحف	نزل	وقت	ہے
کی	قمریاں	صدائے	ہے	نوبت
کی	اذاں	باغ	ہے	تیار
ہے	فاختہ	تکبیر	محو	ہے
ہے	دلربا	سرو	قامت	قد
ہے	میں	فکر	خمش	ہر
ہے	میں	ذکر	شوخی	ہر

صبح کے وقت چلنے والی ہوا قلب و جگر کے سکون کا باعث بن رہی تھی اور پھول بڑی کثرت سے کھلے ہوئے تھے۔ اگرچہ پھول زندگی کی ناپائیداری کی دلیل ہیں لیکن معیارِ زندگی کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔

ہے	دل	چنے	تیرے	غنجے
ہے	کھلتا	پہ	ایک	تو
بابا	اے	نے	غنجے	ہنس
ہے	ملتا	بھی	ایک	یہ

میرا نیس کا موقف یہ ہے کہ صبح کے وقت پھولوں کی اتنی کثرت تھی کہ پھولوں کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ پہلے بند میں صبح کے وقت اور پھول کے حوالے سے جو باتیں بیان کی گئی ہیں انھیں یہاں دہرایا جاسکتا ہے۔

(بورڈ 2012-2009)

یہ نمبر 3:

وہ دشت وہ نسیم کے جھونکے، وہ سبزہ زار
پھولوں پہ جا بجا، وہ گہر ہائے آب دار
اٹھنا وہ جھوم جھوم کے شاخوں کا بار بار
بالائے فحل ایک جو بلبل تو گل، ہزار
خواہاں تھے زیب گلشن زہرا جو آب کے
شبم نے بھر دیے تھے کٹورے گلاب کے

تشریح: کر بلا کے جنگل میں صبح کے وقت ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی، پھولوں پہ جگہ جگہ چمک دار موتی جھلملا رہے تھے، درختوں کی شاخیں جھوم رہی تھیں، پھول اس کثرت سے کھلے ہوئے تھے کہ اگر کسی درخت پر ایک بلبل تھی تو ہزاروں پھول کھلے ہوئے تھے۔ خاندانِ بتول (حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے افراد کی پیاس کو دیکھ کر اوس گلاب کے پھولوں کے کٹوروں میں جمع ہو گئی تھی کہ شاید اس سے پیاسوں کی پیاس بجھ جائے۔

صبح کا وقت یہ انفرادیت رکھتا ہے کہ تھوری دیر کے لیے ہی سہی ہوا ضرور چلتی ہے۔ شاید اسی لیے صبح کے وقت کو جنت کے اوقات میں سے کہا گیا ہے۔ پھر پھولوں کا کھلنا، اوس کے قطروں کا چمکنا، سورج کا افق پر نمودار ہونا، یہ عوامل ایسے ہیں کہ اللہ کے ہونے کی نشانیاں بن کر ظاہر

ہوتے ہیں۔ ارشادِ بانی ہے:

”دن اور رات کے تبدیل ہونے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں“

انیس کا موقف یہ ہے کہ پھولوں کی کثرت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ کہاں بلبل ایک ایک پھول کے لیے ترستار ہوتا ہے اور یہاں یہ صورت کہ اگر کسی پودے پر ایک بلبل ہے تو ہزاروں پھول کھلے ہوئے ہیں۔ مختلف چیزوں کی کثرت کا ذکر کر کے انھیں خاندانِ رسالت کی پیاس کا ذکر کرتے ہیں۔

تشریح طلب بند ”گریز“ کا بند ہے جب مرثیہ گو تشبیب میں اصل مقصد یعنی واقعات کر بلا کے بیان کی طرف آتا ہے تو مرثیے کا ایسا بند گریز کا بند کہلاتا ہے۔

کر بلا میں امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں پر سات محرم الحرام کو پانی بند کر دیا گیا اور عاشرہ محرم کو آپ کو عزیز واقارب سمیت بھوکا پیاسا شہید کر دیا گیا۔ میرا نیس کا موقف یہ ہے کہ امام حسینؑ اور آپ کے ساتھیوں کی پیاس کو دیکھ کر انسانوں کے دل تو نہ پیچے لیکن فطرت جوش میں آگئی۔ شبنم پھولوں کے کٹوروں میں جمع ہو گئی۔ کر بلا والوں کی پیاس انسانی تاریخ میں خاص اہمیت کی حامل ہے کیوں کہ یہ حق کی سر بلندی کی خاطر برداشت کی گئی۔

تاریخ دے رہی ہے یہ آواز دم بدم
دشت ثبات و عزم ہے دشت بلا و غم
صبر مسیح و جرأت سقراط کی قسم
اس راہ میں ہے صرف اک انسان کا قدم
جس کی رگوں میں آتش بدروجنین ہے
جس سورما کا اسم گرامی حسین ہے

میرا نیس ایک ایسا منظر پیش کرتے ہیں جہاں ہر طرف چیزوں کی کثرت اور فراوانی دکھائی دیتی ہے۔ وہاں چند افراد کے لیے پانی کا روک لیا جانا، پڑھنے اور سننے والوں کے لیے ایک سوال اٹھاتا ہے کہ آخر ایسا کیوں ہوا؟ اور یہی سوال ذہنوں میں اٹھانا مرثیہ نگار کا مقصد بھی ہوتا ہے۔

طوفاں اٹھانا تھا تجھے یا سوکھ جانا تھا تجھے
کچھ تو نے خدمت ہی نہ کی اے وائے نہرِ علقمہ

بند نمبر 4:

وہ قمریوں کا چار طرف سرو کے ہجوم
کوکو کا شور، نالہ حق سرہ کی دھوم
سبحان ربنا کی صدا تھی علی العموم
جاری تھے وہ جو اُن کی عبادت کے تھے رسوم
کچھ گل فقط نہ کرتے تھے، رب علی کی مدح
ہر خار کو بھی نوک زباں تھی، خدا کی مدح

تشریح: صبح کے وقت سرو کے پودے کی اطراف میں قمریوں کا اکٹھ دکھائی دیتا ہے۔ جن کی ”گوگو“ کی آواز سن کر ایسا لگتا ہے جیسے وہ بارگاہِ الہی میں آہ و زاری کر رہی ہوں۔ حق سرہ کی آوازیں گونج رہی تھیں، ہر طرف اللہ کی پاکی اور اس کی عظمت کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے پرندے اپنے اپنے انداز میں عبادت کر رہے ہوں۔ صرف پھول ہی خدائے بزرگ و برتر کی تعریف نہیں کر رہے تھے بلکہ لگتا تھا کہ کانٹوں

کو بھی زبان عطا کر دی گئی ہے اور وہ بھی اللہ کی تعریف میں مصروف ہیں۔
دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں ان کے یہاں صبح کا وقت عبادتِ الہی کے حوالے سے متبرک جانا جاتا ہے۔ وہ مذہب اپنی اصل حالت میں ہے یا مسخ کر دیا گیا ہے۔ اس مذہب کے ماننے والوں کی عبادت کا طریقہ درست ہے یا نہیں اس سے قطع نظر ہر وہ شخص جو کسی بھی مذہب کو ماننا ہے اس کے لیے صبح کا وقت عبادت کے لیے بابرکت خیال کیا جاتا ہے۔ مثلاً مسلمان پانچ وقت بارگاہِ الہی میں سر بسجود ہوتے ہیں، صبح کا وقت موجود ہے، یہودی اور عیسائی ہفتے میں ایک دن عبادت کرتے ہیں اور صبح کے وقت کرتے ہیں۔ ہندو، سکھ اور بدھ مت کے ماننے والے دو وقت پوجا پاٹ کرتے ہیں ان اوقات میں صبح کا وقت شامل ہے۔ میرانیس کا موقف یہ ہے کہ صبح کے وقت تو نباتات اور حیوانات بھی عبادتِ الہی میں مصروف نظر آتے ہیں۔

پرندوں کا چھہانا گویا ان کا ذکرِ الہی میں مصروف ہونا ہوتا ہے کہ ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ ذکرِ جلی، ذکرِ خفی..... ذکرِ جلی یہ ہے کہ ہر سانس کے ساتھ زبان سے اللہ کا نام ادا ہو۔ اور ذکرِ خفی یہ ہے کہ دل کی ہر دھڑکن کے ساتھ انسان اللہ کو یاد کرے۔ قمریوں کی گو گو گویا ذکرِ جلی کی ایک صورت ہے۔

نوبت ہے صدائے قمریاں کی
تیار ہے باغ میں اذال کی
ہر شمع خاموش فکر میں ہے
ہر طائر شوخ ذکر میں ہے

اگر ایک طرف پرندے اللہ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف نظر آتے ہیں تو دوسری طرف نباتات بھی فارغ نہیں بیٹھے بلکہ وہ بھی عبادتِ الہی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

سبزہ ہے کنارِ آب جو پر
یا خضر ہے مستعد وضو پر
کیا پھولوں نے شبنم سے وضو صحن گلستاں میں
چلی مستانہ وش بادِ صبا عنبر فشاں ہو کر

صوفیائے کرام رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ جس پتے کو دیکھیں اس کا اگلا سرازمی کی طرف جھکا ہوا نظر آتا ہے جو عبادت و بندگی کی دلیل ہے۔ جو بتاتا ہے کہ نباتات بھی بارگاہِ خداوندی میں سر جھکا کر اللہ کے اس فرمان کی تکمیل کر رہے ہیں۔
”کائنات کی ہر شے اللہ کی تسبیح کرتی ہے“

صبح کے وقت ساری مخلوق اپنے اپنے انداز میں جو عبادت نظر آتی ہے یہ الگ بات ہے کہ ہم اس انداز کو نہ سمجھ سکیں لیکن صاحب بصیرت افراد یہ سمجھتے ہیں کہ مخلوق اپنے خالق سے بے نیاز نہیں رہ سکتی۔

بند نمبر 5:

چیونٹی بھی ہاتھ اٹھا کے یہ کہتی تھی بار بار
اے دانہ کش ضعیفوں کے رازق، ترے ثار
یا جی یا قدیر کی تھی ہر طرف پکار
تسبیح تھی کہیں، کہیں تہلیل کردگار
طائر ہوا میں مست، ہرن سبزہ زار میں
جنگل کے شیر گونج رہے تھے کچھار میں

تشریح: صبح کے وقت چیونٹی بارگاہِ خداوندی میں ہاتھ اٹھا کر یہ کہتی دکھائی دیتی تھی کہ پالنے والے تیرے قربان جائیے کہ تو کمزوروں کو بھی رزق عطا کرتا ہے۔ ہر طرف سے اللہ تعالیٰ کی ہیشگی اور قدرتِ کاملہ کا اقرار کیا جا رہا تھا۔ کہیں خالقِ اکبر کی پاکی بیان کی جا رہی تھی کہیں اس کی وحدانیت، جو جان دار جہاں تھا وہاں اللہ کی عظمت بیان کر رہا تھا، پرندے فضاؤں میں اڑ کر، ہرن ہرے بھرے میدانوں میں، شیر اپنے کچھار میں اللہ کی عظمت کا اعلان کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ جو خالقِ کائنات ہے وہ رب العالمین بھی ہے کوئی طاقت ور ہو یا کمزور اسے مانتا ہے۔ چھوٹا ہو یا بڑا ہو کسی کے مقدر میں اللہ نے جو رزق لکھا ہے اسے ہر قیمت پر عطا کر دیتا ہے۔

پہنچتا ہے ہر اک مے کش کے آگے دورِ جام اس کا
کسی کو تشنہ لب رکھتا نہیں ہے لطفِ عام اس کا
میرانیس کا موقف یہ ہے کہ صبح کے وقت چیونٹی اس بات کا شکر ادا کرتی نظر آتی ہے کہ پالنے والے تو ایسا رزق عطا کرنے والا ہے جو کمزوروں کو بھی محروم نہیں رکھتا۔

تو نے پتھر میں کیڑے کو پالا

خشک مٹی سے سبزہ نکالا

سارے جگ میں کہیں تیرا ثانی نہیں اے خدایا

کس نے تیری حقیقت کو فرمایا

اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ کی رزاقی کا ذکر ہے تو دوسری طرف اس بات کا اقرار ہے کہ اللہ جی (زندہ) ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور اس نے ہمیشہ رہنا ہے اور کہیں اللہ پاک کی قدرتِ کاملہ اور بادشاہی کا تذکرہ ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

”جب ہر شے مٹ جائے گی تو ایک آواز بلند ہوگی کہ اب کس کی

حکومت ہے تو جواب آئے گا کہ اللہ واحد و قہار کی حکومت ہے“

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے

حکمران ہے اک وہی باقی بٹانِ آذری

میرانیس کا موقف یہ ہے کہ صبح کے وقت ہر کوئی اللہ کی عبادت میں مصروف دکھائی دیتا ہے۔ اگرچہ ہر کسی کا انداز مختلف ہے۔ عبادت کرنے کے انداز میں رنگارنگی بتاتی ہے کہ عبادت کا تعلق کس خاص انداز یا طریقہ کار تک محدود نہیں۔ جس طرح مخلوق کی مختلف صورتیں ہیں۔ جمادات ہیں، نباتات ہیں، حیوانات ہیں، انسان ہیں اور پھر ہر نوع میں تنوع موجود ہے۔ اسی طرح ان کی عبادت کا انداز بھی ایک دوسرے کے طریقے سے مختلف اور جدا ہے۔ اگر پرندے ہیں تو وہ فضاؤں میں اڑ اڑ کر اللہ کی حمد بیان کر رہے ہیں۔ ان کے اس انداز میں خوشی و مسرت پنہاں نظر آتی ہے۔ دوسری طرف ہرن ہیں تو وہ ہرے بھرے میدانوں میں گھوم پھر کر عبادتِ الہی کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ کوئی کمزور ہے یا طاقت ور زمین سے لے کر فضاؤں تک ہر طرف اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جا رہی ہوتی ہے۔ کہ صبح کا وقت عبادتِ الہی کے حوالے سے ہر مذہب و ملت میں متبرک مانا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆